Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵ | جمعرات ۱۴ شوال ۱۴۱۰ھ ، ۱۰ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ، ۱۰ مئی ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۰۵

احمدیت کی مٹی

"احمدیت کی مٹی میں یہی تو مزا ہے کہ واقعۃً وہ مٹی ہے جو نم ہو تو بہت زرخیز ہے۔ اس وقت احمدی معاشرے کی اصلاح مشکل نہیں ہے کیونکہ (حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے دلوں میں ایسی نرمی پیدا کر دی ہے اور وہ ملائمت پیدا کر دی ہے جس کے نتیجے میں جس طرح آپ موم کو جس طرح چاہیں ڈھال لیں، یہ مٹی نیکی میں ڈھلنے کے لئے موم کی طرح اثر رکھتی ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ۔ الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۹۰ء ص ۵ کالم ۱)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جھوٹے قصوں سے جھوٹا بھروسہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر اصلیت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ جیسے کیمیا کی وہمی باتوں کے بھروسہ میں انسان اگلی دولت بھی کھو بیٹھتا ہے۔ جھوٹے خیالات اور خیالی قصوں کا بھی اثر ایمان پر ہوتا ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو جو اللہ تعالےٰ کا کلام ہے چھوڑتے ہیں وہ آخر اسی مرض میں گرفتار ہو کر اپنے ایمان کو ضائع کر لیتے ہیں۔ قرآن شریف میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو انسان کو دھوکا دے۔

اصل میں انسان کے ایمان کی تازگی اسی وقت شروع ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالےٰ ہی پر ایمان لاتا ہے اسی وقت اس کے گناہ دور ہونے لگتے ہیں۔ حقیقی ایمان جب تک پیدا نہیں ہوتا گناہ کی زہر سے انسان بچ نہیں سکتا۔ میرے نزدیک ایمان کی شناخت کا یہی بڑا معیار ہے اور ہر شخص اپنے ایمان کو اس پر آزما سکتا ہے۔ اس لئے دلیل ظاہر ہے کہ جو لوگ سم الفار کو زہر سمجھتے ہیں وہ اسے نہیں کھاتے۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اس کو کھا کر ہلاک ہو جائیں گے۔ اسی طرح پر گناہ بھی ایک زہریلا پھل ہے جسے کھاتے ہی انسان مر جاتا ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالےٰ پر ایمان ہو تو انسان اس پھل کے نزدیک جانے سے ڈرتا ہے، اس پر اس کی ہلاکت کی تاثیروں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بے حیائی اور کھلی بدکاری کی بیماری جو دنیا میں پھیل رہی ہے یہ دہریت کے روگ سے شروع ہوئی ہے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم ص ۴۰۱ - ۴۰۲)

دوسروں کو نصیحت کرنے سے انسان کو نیک کاموں کی توفیق ملتی ہے

ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے

کوشش کرو کہ خدا تعالےٰ کی عظمت، جبروت کا ذکر ہو اور اپنی غلطیوں کی بھی اصلاح کرو۔ چوری بدنظری، بدکرداری اور دیگر تمام بدیوں کو پہلے خود چھوڑ دو اور یہ وعظ اس لئے نہ ہو کہ بس آپ کھڑے ہوئے۔ یہ کہو کہ میرے لئے کچھ پیسے جمع کرو بلکہ محض اللہ کے لئے کرو۔ میں نے سائل کے لئے پکا تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ الٰہی کچھ اسی طرح تھا۔ یہ بڑا معرفت کا نکتہ ہے جو میں نے تمہیں سنایا ہے اور دوسروں کو ہر روز نصیحت کرو۔ اس سے تین فائدے ہوتے ہیں، اوّل خدا کے نہی عن المنکر کی تعمیل ہوتی ہے، دوسرے ممکن ہے کہ جس کو نصیحت کی جائے اس کو نیک کاموں کی توفیق ملے۔ تیسرے جب انسان اپنے نفس کو مخاطب کرتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے اور اس کی بھی اصلاح ہوتی ہے۔ تمہارے بیان میں خدا کی عظمت اور اس کی قدرت و تصرف کا ذکر ہو۔ اس کا تین طرح دنیا میں مقابلہ ہوتا ہے بعض لوگ مونہہ پر کہہ دیتے ہیں کہ نہ ہم مانتے ہیں اور نہ ہم سننا چاہتے ہیں اور بعض سنتے ہیں مگر عمل کرنے کی پرواہ نہیں کرتے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ قسم قسم کی وجوہات نکال کر وعظ میں نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر واعظ کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے صبر کرے اور اپنا کام کرتا جائے۔

(خطبہ فرمودہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء)

○ محترمہ وسیمہ ہاشمی صاحبہ والدہ مکرم شعیب ہاشمی صاحب حلقہ ملیر کراچی ۱۷ مارچ ۱۹۹۰ء کو وفات پا گئیں۔ موصوفہ موصیہ تھیں
محترمہ نواب بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری علم الدین صاحب آف بریار ضلع گورداسپور مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۹۰ء کو ربوہ میں وفات پا گئیں۔ موصوفہ چوہدری محمود احمد صاحب سابق کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی والدہ اور چوہدری مبارک احمد صاحب بسرا کی خوشدامنہ تھیں۔

○ مکرم ملک محمود مجید خان صاحب ایڈووکیٹ لاہور۔ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے ماموں مکرم ظفر اللہ سلطان خان ولد مکرم محمد اسحاق خان صاحب امرتسری ایک لمبا عرصہ عارضہ قلب میں مبتلا رہنے کے بعد مورخہ ۸ مارچ ۱۹۹۰ء کو کینیڈا میں وفات پا گئے۔ موصوف خان قطب الدین خان امرتسری رفیق حضرت بانی سلسلہ کے پوتے تھے۔ عرصہ دراز سے کینیڈا میں مقیم تھے۔ مکرم نسیم مہدی صاحب مربی انچارج کینیڈا و دیگر احباب جماعت ہسپتال میں عیادت کے لئے آتے رہے۔ موصوف کی زوجہ نے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کیا ہے۔ ان کی تدفین کینیڈا میں ہی ہوئی ہے

○ مکرم منیر احمد ابن مکرم فضل احمد صاحب طاہر آباد ربوہ ۲۷ اپریل ۱۹۹۰ء کو رات گیارہ بجے وفات پا گئے۔ ان کی وفات شہداد پور ضلع سانگھڑ میں ایک حادثہ کی وجہ سے ہوئی ان کی عمر ۲۱ سال تھی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا۔ جہاں مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب نے بیت المہدی میں پڑھایا۔ جس کے بعد قبرستان عام میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم ماسٹر محمد اختر جاوید صاحب صدر محلہ طاہر آباد نے دعا کرائی۔

احباب جماعت ان سب کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی، ربوہ | قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۰ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۱۰ مئی ۱۹۹۰ء

اولاد کی خواہش

اولاد کی خواہش ایک فطری جذبہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس جذبے کو صحیح خطوط پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"میں لوگوں کی خواہشِ اولاد پر تعجب کرتا ہوں۔ کون جانتا ہے اولاد کیسی ہوگی۔ اگر صالح ہو تو انسان کو دنیا میں کچھ فائدہ دے سکتی ہے اور پھر مستجاب الدعوات ہو تو عاقبت میں بھی فائدہ دے سکتی ہے۔ اکثر لوگ سوچتے ہی نہیں کہ ان کو اولاد کی خواہش کیوں ہے۔ اور جو سوچتے ہیں وہ اپنی خواہش کو یہاں تک محدود رکھتے ہیں کہ ہمارے مال و دولت کا وارث ہو اور دنیا میں بڑا آدمی بن جائے۔ اولاد کی خواہش صرف اس نیت سے درست ہو سکتی ہے کہ کوئی ولد صالح پیدا ہو جو بندگانِ خدا میں سے ہو۔ لیکن جو لوگ آپ ہی دنیا میں غرق ہوں وہ ایسی نیّت کہاں سے پیدا کر سکتے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ خدا سے فضل مانگتا رہے تو اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ نیّت صحیح پیدا کرنی چاہیئے ورنہ اولاد ہی عبث ہے۔"

نیّت صحیح کرنے کا ایک ہی طریق ہے جو حضرت بانی سلسلہ نے خود ہی فرمایا ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ سے دعا۔ جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے صالح اولاد حاصل کر لی جائے تو انسان کی اپنی ذمہ داری یہ رُخ اختیار کر لیتی ہے کہ وہ اس صالح اولاد کی صحیح خطوط پر تربیت کرے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وقف نَو کی تحریک ان دونوں باتوں کو سامنے رکھنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ بچے کو پیدائش سے پہلے یا کم از کم پیدائش کے وقت وقف کر دیا جائے۔ اس سے دعا کا بھی موقع ملا اور تربیت کا بھی۔ حضرت امام جماعت اس بات کی توجہ دلا رہے ہیں کہ وقف نَو میں شامل بچوں کی خوب خوب تربیت کی جائے۔

اولاد کی خواہش میں دعا کی گئی۔ اور اولاد مل گئی تو تربیت کی طرف پوری توجہ پھیر دی گئی۔ یہی وقف نَو کا مقصد ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگرچہ حضور انور نے اس وقف نَو میں بچوں کی شمولیت کا ایک عرصہ متعین فرما دیا ہے۔ لیکن یہ بات ہے اتنی مفید ــ اور اس قدر زیادہ۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات کے مطابق کہ اگر اس عرصہ کے گزر جانے کے بعد بھی ہم از خود پہلے اولاد کے حصول کیلئے دعائیں کریں اور اولاد حاصل ہو جانے پر ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ صالح بنیں۔ دین کی خدمت میں زندگی گزارنے والے ہوں تو یقیناً ایسا کرنے میں کوئی بات ہماری راہ میں روک نہیں بن سکتی۔ ہم اپنی ہر اولاد کو ــ اور ہمیشہ ــ وقف کر سکتے ہیں۔ اور ہمیں وقف کرتے چلے جانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

کسی غریب کی امداد سے نہ چُوکیں ہم
کسی یتیم کے سر پہ ہمارا ہاتھ رہے
بھٹک گیا ہو جو، رستہ اسے دکھا دیں ہم
ہم ایسے کام بھی کر دیں جو کوئی بیوہ کہے

ابوالاقبال

لاکھ آزردگی کا ساماں ہو
دِل نہ میرا کبھی ہراساں ہو

دیکھ لیتا ہوں مَیں اُفق سے پرے
آسماں گرچہ تیرہ ساماں ہو

رونقیں ہیں تمہاری محفل کی
تم مری رُوح میں فروزاں ہو

مجھ کو ہے اعتماد منصف پر
تم خدا جانے کیوں پریشاں ہو

میرے سینے کے زخم رِستے ہیں
تم مرے خوں سے گل بداماں ہو

ہم پہ بیتی ہے آج جو، شاید
وہ بَلا کل تمہاری مہماں ہو

کتنی گمبھیر ہو گئی ظلمت
کوئی بادل تو برق ساماں ہو

مَیں تو سُنتا ہوں اس کی آوازیں
جس کی تم خامشی پہ نازاں ہو

اپنی تقدیر سے کہو، جو کہو
اپنی قسمت پہ ہو تو نالاں ہو

مَیں نسیم اُن کو پھر لکھوں گا خط
کچھ تو تسکینِ دل کا ساماں ہو

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر الدین کمال

عاجزانہ راہیں اختیار کریں

اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہمیشہ عاجزانہ خاکسارانہ اور منکسرانہ راہوں پر گامزن ہوتے ہیں۔ اور یہی سبق وہ بنی نوع انسان کو دیتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کو یہی راہیں محبوب اور پسند ہیں۔ انہی راہوں کو اختیار کر کے ہی انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ یعنی اس کا وصال اور قرب حاصل کر سکتا ہے۔ اس طرح دنیا محبت و شفقت اور امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

یہاں میں اس امر کا تذکرہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آئے دن اخبارات میں قتل و غارت چوری ڈاکے اور فسادات کی خبریں پڑھ کر دل کو بہت دکھ ہوتا ہے۔ دل یہی چاہتا ہے کہ کاش یہ دنیا محبت و پیار کا گہوارہ بن جائے اور انسان ایک دوسرے کو انسان ہی سمجھ کر اس سے محبت و پیار کرے۔ اور یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب دلوں سے تکبر۔ رعونت وغیرہ ختم ہو جائے۔ ایک معمولی سی بات کہ اگر اس پر ہی عمل کیا جائے۔ کہ ایک بھائی دوسرے کو سلام کا تحفہ دے تو اس سے ہی دلوں میں کدورتیں اور نفرتیں جاتی رہتی ہیں اور یہ معاشرہ ایک محبت و پیار کا معاشرہ ایک پرامن اور پرسکون معاشرہ بن سکتا ہے۔ جہاں انسان سکھ کا سانس لے سکتا ہے۔ لیکن ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے پہلے مجھے سلام کیا جائے۔ میں پہلے کیوں سلام کروں۔ کیونکہ میں بڑا ہوں۔ اس طرح یہ بڑائی آڑے آتی ہے۔ اور کوئی بھی کسی کو سلام کا پیارا تحفہ نہیں دیتا جس کی وجہ سے دلوں میں رنجشیں اور کدورتیں کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہیں۔ نفرتیں بڑھتی ہیں۔ نوبت قتل۔ چوری اور فسادات تک جا پہنچتی ہے۔ خدا تعالیٰ کو متکبرانہ راہیں پسند نہیں۔ انسان نہ صرف ان راہوں کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے بلکہ انسانی برادری کو محبت، اخوت، مساوات، ہمدردی اور غمخواری سے محروم کرنے کا موجب بھی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا فتنہ و فساد لڑائی جھگڑے کی آماجگاہ بن جاتی ہے۔

تکبر کے پیدا ہونے کی وجہ

تکبر کے لفظی معنی ہیں بڑائی چاہنا۔ یا بڑا سمجھنا۔ ظاہر ہے کہ جب انسان بڑائی چاہے گا یا اپنے آپ کو بڑا سمجھے گا تو لازماً وہ دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش میں رہے گا اور اس طرح فتنہ و فساد پھیلے گا۔ مال کی بڑائی، علم کی بڑائی اور ذات کی بڑائی وغیرہ اس کے سرچشمے ہیں جن سے کئی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ ابلیس نے اپنے آپ کو برتر سمجھ کر خدا تعالیٰ کی اطاعت نہ کی۔ اور کہا کہ میری پیدائش آگ سے ہے جو کہ اعلیٰ ہے اور آدم کی پیدائش مٹی (کیچڑ) سے ہوئی ہے جو کہ ادنیٰ ہے۔ اس طرح اس نے یعنی ابلیس نے تکبر کیا اور اپنے آپ کو برتر سمجھا اور یہی برتری اس کو اطاعت سے دور لے گئی اور وہ خدا تعالیٰ کی نظروں سے گر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کر کے ہم کو یہ سبق دیا ہے کہ مٹی کو جس شکل میں ڈھالا جائے ڈھل سکتی ہے۔ یعنی انسان اگر اطاعت کرنا چاہے تو اطاعت کر سکتا ہے۔ اگر ابلیس کا راستہ اختیار کرنا چاہے۔ تو وہ بھی کر سکتا۔ یہ اسکے اختیار میں ہے کہ وہ کون سے راستے کو اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے قرب کا یا اس سے دوری کا۔

پس تکبر نہ صرف خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ بلکہ متکبر دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اور وہ عزت جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے حاصل نہیں کر سکتا اور وہ بڑائی کے زعم میں نہ تو کسی کی بات سننا گوارہ کرتا ہے اور نہ ہی وہ کسی سے بات کرنے میں خوش ہوتا ہے بلکہ منہ دوسری طرف پھیر لیتا ہے اور نہ ہی وہ اپنے غریب بھائی کو پاس بٹھانے کا روادار ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس سے نفرت کرنا شروع کر دیتے ہیں جو کہ فساد اور لڑائی جھگڑے کا بھی موجب ہو جاتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور اپنے اندر انکسار اور عاجزی پیدا کر کے معاشرہ کو حسین بنائیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے۔ اس کے یہی معنی ہیں کہ دوسرے کو حقیر جانتا ہے۔ اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے کبھی زبان سے نکلتا ہے۔ کبھی ہاتھ پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرض تکبر کے کئی سرچشمے ہیں اور ہر ایمان والے کو چاہیئے کہ وہ تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آوے اور وہ تکبر کو ظاہر کرنے والا ہو۔"

(ملفوظات جلد ششم)

پھر فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے۔ کیونکہ وہ خدا کو چشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا ہے اور اپنے تئیں کوئی چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اسکو دیوانہ کر دے اور اس کے بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے۔ ایسے ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن و جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے۔ وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ۔ اور تم کو خبر نہ ہو ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھتا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا۔"

(نزول المسیح ص ۲۵، ۲۶)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو۔ کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔"

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے دنیا کو محبت و پیار کا گہوارہ بنانے کے لئے سلامتی کا تحفہ ہی ایسا ہے جو بہت حد تک نفرتوں اور کدورتوں کو مٹانے کا باعث ہے اس لئے اس پر بہت حد تک عمل ہونا چاہیئے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانہ میں ہر شخص کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ وہ سب سے پہلے اپنے بھائی کو سلامتی کا تحفہ دے۔ اور وہ ایک دوسرے پر سبقت لیتے تھے۔ جو باہمی محبت و پیار کا حسین منظر تھا۔ خدا کرے کہ ہم اسی طرح متکبرانہ راہوں کو اختیار کرنے والے نہ ہوں۔ بلکہ عاجزانہ راہوں کے اختیار کرنے والے ہوں۔ جس کے نتیجہ میں بنی نوع انسان میں باہمی محبت اور اخوت کے رشتے استوار ہوں گے۔

چوہدری شبیر احمد

ایک گفتگو

ایک ریلوے سٹیشن کے ویٹنگ روم میں گاڑی کے انتظار میں کچھ مسافر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک مسافر اخبار پڑھ رہا تھا اخبار پڑھتے پڑھتے گھبرا کر بولا

"لو بھئی ایک نئی مصیبت آنے والی ہے۔ آٹے کی بوری کی قیمت میں ۳۰/- روپیہ اضافہ ہو رہا ہے"

دوسرا مسافر بولا۔ "غضب ہو گیا۔ تنخواہ دار آدمی تو پس جائے گا۔"

تیسرا مسافر بولا۔ "یہ گرانی کہاں جا کر دم لے گی؟"

پہلا مسافر بولا۔ "جب ہمارا دم نکل جائے گا۔"

دوسرا بولا۔ "اس طرح تو ایسی صورت پیدا ہو جائے گی کہ دو ہزار روپیہ تنخواہ لینے والا بھی زکوٰۃ اور صدقات کا مستحق ہو جائے گا۔"

تیسرا بولا۔ "بالکل درست ہے مگر اس کا علاج کیا ہے؟"

پھر پہلا مسافر بولا۔ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ اس کا بندوبست کر رہا ہے۔ لوگ گولیوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ نفرت کی آگ بھڑک اٹھی ہے ہے۔ خانہ جنگی شروع ہو جائے گی ملک کی آبادی خود بخود گھٹ جائے گی۔ نہ ہو گا بانس نہ بجے گی بانسری۔

ایک ہمدرد وطن خاموشی سے یہ گفتگو سن رہا تھا مگر بولنے کی جرأت اس نے بے محل سمجھی۔ تلخ حقیقت کو سننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا۔ کوئی نصیحت کسی پیر اثر انداز نہیں ہوتی۔ سب دوسروں

باقی صفحہ ۸ کالم ۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگاں

محمد اسماعیل منیر۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

محترمہ چراغ بی بی صاحبہ

مجھے خوب یاد ہے متحدہ ہندوستان میں آخری انتخابات ۱۹۴۶ء میں ہوئے تھے جس کے نتائج پاکستان کے حصول کے لئے بہت ہی اہم رول ادا کرنے والے تھے۔ مسلم لیگ کے صدر قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی کمزور صحت اور بڑھاپے کے باوجود اس اہم مرحلہ کو سر کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی حضرت امام جماعت احمدیہ نے بھی احمدیوں سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کریں ہم طالب علم تھے ہمیں بھی انتخابات میں ووٹروں کی خدمت کا خوب موقع ملا اور ہر جگہ نتائج حق میں نکلے جن کی وجہ سے اس سے اگلے سال ہی پاکستان دنیا کے نقشہ پر آگیا۔ ان انتخابات میں ووٹر بننے کیلئے عورتوں کا خواندہ ہونا بھی ایک شرط تھی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے زیادہ سے زیادہ ووٹر بنانے کے لئے ناخواندہ مردوں اور عورتوں کو پڑھنا لکھنا سیکھنے کی تحریک کی۔ جس پر احمدی عورتوں نے دیوانہ وار لبیک کہا اور قادیان میں تو گھر گھر کلاسیں کھل گئیں اور بوڑھی عورتوں نے بھی کمال کر دیا چند ماہ میں دیکھتے ہی دیکھتے وہ اردو پڑھنے لکھنے کے قابل ہو گئیں اور ووٹر بن کر انہوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیئے۔ انہی بوڑھی عورتوں میں میری والدہ بھی شامل تھیں کلاس سے پڑھکر آتیں تو گھر میں ہمارے ساتھ سبق کی دوہرائی ہو رہی ہوتی، اٹھتے بیٹھتے یہی کام ہوتا گویا دماغ پر یہی دھن سوار تھی کہ امام جماعت کے حکم کی تعمیل ہو جائے پھر میری والدہ نے خواندہ ہو کر ایک اور فائدہ بھی اٹھایا کہ قرآن مجید کا ترجمہ بھی خود ہی پڑھ لیا جس کے لئے انہیں قرآن مجید باترجمہ مہیا کرنا پڑا تھا۔ اور جہاں بھی درس القرآن ہوتا وہاں پہنچ جاتیں اور اس پر عمل آخری دم تک رہا۔ حتیٰ کہ آخری سال بیماری کی وجہ سے سائیکل پر بٹھا کر مجھے لانا پڑتا مگر درس چھوڑنا انہیں گوارا نہ تھا

خدمات:

میری والدہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ پیدائشی احمدی تھیں ان کے والد محترم میاں فضل دین صاحب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیقوں میں سے تھے جو ۱۹۴۲ء میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خاوند بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیقوں میں سے ایک رفیق دیا۔ جسکے نام میں بھی فضل شامل تھا یعنی میاں فضل کریم صاحب آف گوجرانوالہ وہ اپنے خاندان میں اکیلے ہی احمدی تھے۔ ان کی کپڑے کی دوکان چوک چشمہ گوجرانوالہ میں مشہور تھی دیہات سے آنے والے احمدی بھائیوں کا شہر میں وہ بہترین اڈا تھا جہاں ان کو جماعت کی خبریں اور الفضل۔ فاروق۔ ریویو وغیرہ پڑھنے کے لئے مل جاتے تھے۔ اور ان مہمانوں کی خدمت کیلئے کھانا وغیرہ تیار کرنے میں میری والدہ نے ہمیشہ ہی مستعدی کا نمونہ دکھایا۔ اور کھانا وغیرہ گھر سے دوکان پر لے جانے کا موقعہ مجھے بھی اپنے بچپن میں ملتا رہا۔ گویا رشتہ داری کے علاوہ دینی برادری کی مہمانوازی کے خلق کا احیاء بھی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ ان پر رحمتیں نازل فرمائے) نے خوب فرمایا ہے۔ جس پر عمل کے روح پرور نظارے دنیا میں چلنے پھرنے والے احمدی دنیا کے کونے کونے میں دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے ہیں میرے والد صاحب محترم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور ان کے خاندان کی خدمت کا خوب موقع عطا فرمایا مثلاً روایات رفقاء (غیر مطبوعہ) میں ذکر ہے کہ ۱۹۰۴ء میں وہ اپنے تین ساتھیوں سمیت قادیان گئے چند دن ٹھہرے اور خاندان کے جملہ افراد کے کپڑوں کی سلائی کرنے میں مدد کی واپسی کے وقت تبرک کے طور پر حضرت اقدس نے چاروں کو اپنی ایک ایک مستعمل قمیص عطا فرمائی جو کافی دیر تک ہمارے گھر میں محفوظ چلی آتی رہی۔ محترم والد صاحب کی وفات کے بعد خاندان کے بعض افراد نے محترمہ والدہ صاحبہ سے درخواست کی کہ اس تبرک کا کچھ ٹکڑا انہیں بھی دیا جائے تو والدہ صاحبہ نے بخوشی اس تبرک میں کئی لوگوں کو شامل کر لیا اور ہمارے پاس اب اس کا ایک ٹکڑا ہی محفوظ ہے۔ گویا ان کی دریا دلی نے کئی اور خاندانوں کو اس تبرک سے سیراب کر دیا۔

تربیت اولاد

محترم والد صاحب اپنی عمر کے ۵۷ سال پورے کر کے ۱۱ نومبر ۱۹۳۹ء کو اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ وہ نظارہ اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ ہم انہیں دفن کر کے شام کو گھر پہنچے تو عیدالفطر کا چاند نظر آیا تھا۔ گویا وہ تو رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر سرخرو ہو گئے اور ہماری عید سوگواروں کی عید تھی مگر ہماری والدہ نے ہم چاروں بھائیوں کی ایسے رنگ میں قولی اور فعلی نمونہ سے تربیت کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے تین کو تو عملاً واقف زندگی بنا دیا اور چوتھے کے بیٹے نے وقف کر دیا۔ اور اب انکے بیٹے بھتیجے پوتے، نواسے پڑنواسے وغیرہ درجنوں کی تعداد میں وقف کر کے جماعت کی خدمات بجالا رہے ہیں پھر ان کی کامیابی کیلئے دعائیں کرنا ہی ان کا محبوب شغل تھا جس کے لئے وقت پر پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کا خوب اہتمام کرتیں اور تہجد کے لئے بیداری تو ان کی غذا تھی۔

ان کی دینی کاموں میں باقاعدگی ہم سب پر اثر انداز ہوتی اور ہمیں بھی چست رکھتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہی چست رکھے۔

مالی قربانی:

اللہ تعالیٰ کے حضور جسمانی تحائف پیش کرنے کا شوق بھی تھا اور جوش سے جملہ عبادات ادا فرماتی تھیں اس کے ساتھ ساتھ مالی قربانیوں میں بھی اپنی ہمت اور استعداد سے بڑھکر حصہ لینے کی کوشش ضرور کیا کرتی تھیں۔ وصیت تو قادیان میں ہی کر دی تھی اس کی ساری ادائیگی بھی اسی زمانہ میں کر دی تھی۔ پیارے آقا کی طرف سے جو بھی مالی تحریک ہوتی اس میں ضرور حصہ لیتیں تحریک جدید کا تو انہیں خاص خیال رہتا تھا۔ بعض اوقات پیسے جیب میں نہ ہوتے تو کسی سے عاریتاً لے کر تحریک جدید کا وعدہ پورا کر دیتیں ان کے بچوں نے ان کی طرف سے تحریک جدید کے چندہ کو ۲۰۰۰ء تک کا ادا کر دیا ہے لجنہ کا چندہ ممبری تو معمولی ہوتا تھا غرباء فنڈ میں ہاتھ سے کام کر کے حصہ لیتیں جس کا شوق انہیں آخر دم تک رہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں خوب خوب ہمت دے رکھی تھی کہ ہاتھ سے کام کرنے سے کبھی بھی نہ گھبراتی تھیں۔

رابطہ:

خاندان حضرت اقدس سے ان کا ہمیشہ پختہ رابطہ ہوتا تھا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی (اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے) کی خدمت میں قادیان میں اکثر حاضر ہوا کرتی تھیں اور اپنی بیماری کے لئے ہومیوپیتھک ادویات بھی حضور سے لایا کرتی تھیں جن کو میٹھی گولیاں سمجھ کر ہم بھی کھالیا کرتے تھے۔ ربوہ آنے کے بعد مجھے تو حضور نے سیلون (سری لنکا) کا مربی بنا کر بھجوا دیا اور والدہ صاحبہ جب حاضر خدمت ہوتیں تو حضور فرماتے کہ سیلونی کی والدہ آئی ہے! اور پھر خود ہی خوش بھی ہوتے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) کے زمانہ میں بھی انہیں مختلف رنگوں میں خدمات کا موقع ملتا رہا جلسہ سالانہ کے علاوہ دیگر اجتماعات کے مواقع حضور کے دروازے پر دربان کے ساتھ بطور والنٹیر ڈیوٹی دینے سے خوشی محسوس کیا کرتی تھیں۔ گھر کے سارے کام کاج چھوڑ کر باقاعدگی سے وقت پر پہنچنے کیلئے بے تاب ہو جایا کرتی تھیں۔ ربوہ کی دیگر پرانی احمدی مستورات سے میل جول خوب رکھتی تھیں۔ حتیٰ کہ اپنی آخری بیماری میں بھی اپنی دو تین سہیلیوں کے گھروں میں گئیں اور جہاں پیدل نہ جاسکتی تھیں ٹانگے پر سوار ہو کر گئیں۔

قادیان اپنے درویش بیٹے مکرم ماسٹر محمد ابراہیم کے پاس جاتیں تو وہاں بھی نمازوں سے جو وقت بچتا وہاں کی بہنوں سے میل ملاپ میں ہی گزرتا۔ ان کی جاننے والی بہنیں آج بھی انکے پوتے اسیر راہ مولیٰ محمد الیاس صاحب منیر کے حالات معلوم کرنے کیلئے تڑپ رکھتی ہیں اور بڑی باقاعدگی سے اس کے لئے دعائیں کرتی ہیں۔

ایک حسرت وہ اپنے ساتھ لے گئیں کہ اپنے اس پوتے سے وہ آخری ملاقات کیلئے اس کے پاس حاضر نہ ہو سکیں ان کی کمزوری صحت کی وجہ سے پروگرام ملتوی ہوتا رہا آخر ایک دن کہنے لگیں کہ کل میں آپ کے ساتھ ضرور جاؤنگی مگر رات ایسے اسہال شروع ہوئے کہ صبح خود ہی کہنے لگیں کہ آج تو ہمت نہیں اس طرح ان کے لئے جو سیٹ رکھی ہوئی تھی خالی ہی گئی اور واپس آئے لاہور میں بسوں اور ویگنوں میں سفر کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے مگر وہ جاتیں تو بھی اپنے

باقی ص۸ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون ۔ سین

عزت مآب سفیر ہالینڈ کا پیغام

ہالینڈ کی ملکہ کے یوم پیدائش پر جسے ہالینڈ کا قومی دن بھی کہا جا سکتا ہے۔ پاکستان میں متعین ہالینڈ کے سفیر عزت مآب مسٹر جے۔ ڈی روس (ROOS) نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ وہ "ہالینڈ کی حکومت کی طرف سے اس موقع پر پاکستان کو نیک جذبات پیش کرتے ہیں۔ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے۔ ہالینڈ نے اس کے مقدر میں خاصی دلچسپی لی ہے۔ اور اس بات کا یوں بھی پتہ چلتا ہے کہ پاکستان اور ہالینڈ کے درمیان تعلقات زیادہ قریبی ہوتے گئے ہیں اور تعاون بھی بڑھتا رہا ہے۔ جو مدد ہالینڈ کی طرف سے پاکستان کو دیہاتی بہبود اور چھوٹی انڈسٹری لگانے کے لئے دی جاتی ہے وہ تقریباً تین کروڑ امریکی ڈالر سالانہ ہے۔ دونوں ملکوں کی آپس میں درآمدات اور برآمدات کی سطح اس وقت دس کروڑ امریکی ڈالر سالانہ ہے۔ دونوں ملک اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ برآمدات اور درآمدات کی اس سطح کو مزید بلند کرنے کی ضرورت بھی ہے اور گنجائش بھی۔ دونوں ملک مزید مقدار میں درآمدات اور برآمدات کر کے اس سطح کو بلند کر سکتے ہیں۔ ہالینڈ کی حکومت کے تعاون سے روٹر ڈیم میں ایک پاکستانی ٹریڈ سنٹر کھولا گیا ہے تاکہ وہ ہالینڈ اور دیگر یورپی ممالک کی منڈیوں میں اپنا مال پیش کر سکے۔

۱۹۸۸ء میں اسلام آباد میں دو طرفہ معاہدہ طے پایا تھا۔ مارچ میں اس کا پہلا سیشن منعقد کیا گیا۔ اسی طرح پاکستان میں سرمایہ کاری کے مواقع سے متعلق ایک میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ جس میں ثقافتی وزیر مسٹر پراچہ نے بھی شرکت کی۔ گذشتہ فروری میں ہالینڈ کے ایک تجارتی مشن نے پاکستان کا ایک نہایت کامیاب دورہ کیا۔ ہالینڈ کے باشندوں نے پاکستان کی جمہوریت کو دل سے سراہا ہے اور اسی کے پیش نظر اس بات کی کوششیں تیز سے تیز تر ہو گئی ہیں۔ کہ دونوں ممالک کے باشندوں کے تعلقات مزید مضبوط سطح پر استوار ہونے چاہئیں۔ ہالینڈ کی حکومت نے وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو اور وزیر خارجہ کو ہالینڈ کے دورے کی دعوت دی ہے۔"

عزت مآب سفیر کہتے ہیں۔ "میں پاکستان اور ہالینڈ کے باشندوں کی آپس میں دوستی کو مضبوط سے مضبوط تر ہوتے دیکھ کر بہت خوش ہوں اور اس وقت چونکہ ساری دنیا کے ممالک ایک دوسرے سے تعلق کو اہمیت دیتے ہیں اور ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں اس لئے پاکستان اور ہالینڈ کے بہتر تعلقات خدا نے چاہا تو دنیا بھر کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔

نائیجیریا میں ناکام انقلاب

۲۳ اپریل کو نائیجیریا کی فوجی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی گئی۔ اس کوشش کے لیڈر میجر گیڈیان آر کار (ORKAR) تھے۔ انہیں اور ان کے ۱۶۰ ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

۲۳ تاریخ کی صبح کو میجر آر کار نے لیگوس کے براڈ کاسٹنگ سٹیشن سے یہ اعلان کیا کہ چونکہ ابراہیم بابن گیڈا کی حکومت نے عیسائیوں کو مسلمانوں کا غلام بنا کر رکھا ہوا ہے۔ اور اس حکومت نے نائیجیریا کے معاشی اقتصادی حالات کو بد سے بدتر بنا دیا ہے۔ رشوت ستانی کو روکنے میں انتہائی طور پر ناکام رہی ہے۔ اس لئے اس حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کچھ ہی دیر بعد تختہ الٹنے کا دعویٰ کرنے والے حراست میں لے لئے گئے۔ اگرچہ ایسا کچھ تھوڑی بہت لڑائی کے بعد ہی کیا جا سکا۔ جس میں صدر کے باڈی گارڈ لیفٹیننٹ عثمان ہیلو ہلاک ہو گئے۔ ان کے علاوہ بھی کچھ اور فوجی ہلاک ہوئے۔ تختہ الٹنے کا دعویٰ کرنے والوں نے ایکجا چھاؤنی پر حملہ کر کے وہاں کے در و دیوار کو چھلنی کر دیا لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ حکومت کا کہنا ہے کہ ان حملہ آوروں کی پشت پناہی ملک کے بعض امراء اور انتہائی اثر و رسوخ رکھنے والوں نے کی۔ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے تختہ الٹنے کی کوشش میں حصہ لیا انہیں انعام کے طور پر کاریں دی گئیں یا بعض کو CASH کیش جس کی مقدار تیرہ سو سے چھ ہزار ۵ سو ڈالر تک تھی۔ یہ چیزیں لینے کے بعد انہوں نے تختہ الٹنے کی کارروائی کا آغاز کیا۔

کچھ دیر کے لئے بین الاقوامی پروازیں بند رہیں اگرچہ لوکل پروازوں کے بند کرنے کی کسی وقت بھی ضرورت پیش نہیں آئی حملہ کرنے والوں میں کچھ ایسے فوجی بھی شامل تھے۔ جو کچھ عرصہ ہوا فوج سے ریٹائر ہو گئے تھے۔ اب ان تمام حراست میں لئے گئے افراد پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

بابن گیڈا نے ۱۹۸۵ء میں خود اسی طرح حکومت پر قبضہ کیا تھا۔

پوپ کا دورہ

گذشتہ دنوں پوپ جان پال نے چیکوسلوواکیہ کا سات دن کا دورہ کیا۔ اس سے پہلے سوائے وہ اپنے مادر وطن پولینڈ کے مشرقی یورپ کے کسی ملک میں نہیں گئے تھے۔ دورے کے آغاز ہی میں پوپ نے کمیونزم کی مذمت کی اور کہا کہ یہ ایک ایسا نظریہ تھا۔ جس کی بنیاد خوف پر رکھی گئی تھی اور اب یہ اس لئے دھڑام سے نیچے آ گرا ہے کہ اس نے خدا کی ہستی کا انکار کیا تھا انہوں نے کہا کہ کمیونزم دراصل ایک نہایت گہری سوچ تھی جس کے ذریعے انسان کو اس آزادی سے محروم کرنا مقصود تھا جو طبعاً اس کے لئے ضروری ہے اور جو حقیقی معنوں میں اس کا مقدر ہے۔

طلباء، دانشوروں اور ثقافتی عمائدین سے پراگ قلعہ میں تقریر کرتے ہوئے پوپ جان پال نے کہا ہے کہ ایک متحدہ یورپ اب صرف خواب نہیں ہے جو واقعات رونما ہوئے ہیں اور تسلسل کے ساتھ رونما ہوئے ہیں۔ ان سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ یورپ متحد ہو کر رہے گا۔ یہاں جنگیں بھی ہوئیں اور علاقائی تقسیم بھی اور انہیں دو باتوں کی وجہ سے آزادانہ طور پر ان ممالک میں ترقی نہیں ہو سکی۔ اب یہ ایک نئے اتحاد کی تلاش کر رہے ہیں

جس وقت پوپ نے تقریر کی اس وقت شدید بارش ہو رہی تھی۔ اور یہ پانچ لاکھ بھیگے ہوئے انسان ان کی تقریر سننے کے لئے جمع تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ پراگ نے کمیونزم کو نیچا دکھایا ہے۔ کیونکہ کمیونزم اسے دنیا بھر سے الگ تھلگ کر رہا تھا۔ اور آزادی سچائی اور خدا کی ہستی کے اقرار سے ڈرتا تھا۔

یوم ارض || سیب کے پودے

گذشتہ روز "یوم ارض" کے موقع پر امریکہ نے ترکی سے سیب کے ۹۳ پودے خرید کر افغانستان بھجوائے۔ افغانستان کے باغات گذشتہ ۱۱ سالہ لڑائی کے دوران اس قدر تباہ ہو چکے ہیں کہ پھلوں کی شدید کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ یہ پودے پہلے ترکی سے پاکستان لائے گئے اور یہاں سے ٹرکوں کے ذریعے افغانستان بھیجے گئے۔ یہ انسانی ہمدردی کے پروگرام کا ایک حصہ ہے۔ وردت غزنی اور لوگر کے صوبوں میں یہ پودے لگائے جا رہے ہیں۔

اس سال کا "یوم ارض" دراصل پہلے "یوم ارض" کی بیسویں سالگرہ تھا۔ پہلا یوم ارض ۱۹۷۰ء میں صدر رچرڈ نکسن کے وقت میں منایا گیا تھا۔ جب نیشنل ماحولیاتی پولیس ایکٹ پر نکسن نے دستخط کئے تھے۔ اس سال کے یوم ارض پر کئے گئے عہد کو بش کے ایک بیان کے مطابق دس سال تک منایا جائے گا۔ اور دنیا کی تمام قوموں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی جائے گی کہ ان کے قومی وسائل کو کس طرح استعمال کیا جا رہا ہے۔ صحیح طریق پر یا غلط طریق پر۔

یہ سیب کے پودے جو ترکی سے خریدے گئے ہیں افغانستان کی زمین میں بہت اچھی طرح پھلتے پھولتے ہیں۔ امریکہ ایئر فورس نے انہیں ترکی سے پاکستان تک پہنچانے میں مدد دی اور یہاں سے آگے ٹرکوں پر لے جائے گئے۔

ناظمین اطفال توجہ فرمائیں

مورخہ ۱۶ تا ۲۲ مئی ہفتہ تعلیم منائیں۔ جس میں اطفال کو سالانہ امتحان اطفال کی تیاری کروائیں اور علمی مقابلہ جات کروائیں اور رپورٹ مرکز میں ارسال کریں۔

(سیکرٹری تعلیم اطفال الاحمدیہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا عبد اللطیف

ایک سفر

مطالعاتی سفر

شہر جہلم جماعت احمدیہ کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مولانا برہان الدین رفیق بانی سلسلہ یہاں احمدیت کے ہراول دستے کے سرخیل تھے۔ ان کا مکان بیت الحمد کے ساتھ ملحق ہے اور ایک دروازہ بیت الحمد کے صحن میں کھلتا ہے۔ ان کے صاحبزادے کو دیکھ کر مولانا برہان الدین کی یاد تازہ ہوتی ہے ان کے پوتے کی آنکھوں میں بھی دادا کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسی طرح اس شہر میں جماعت کی تاریخ کے آثار جگہ جگہ بکھرے پڑے ہیں۔ شاداب روڈ پر ملک عنایت اللہ صاحب نے ایک قدیم کوٹھی دکھائی جو کسی ہندو کی ملکیت تھی اور آج کل جھمبر کے راجگان کی ملکیت ہے۔ کرم دین بھیں کے مقدمہ کے سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ یہاں تشریف لائے اور اس کوٹھی میں قیام فرمایا۔ غالباً اوپر کی منزل میں ٹھہرے یہ منزل اب گر چکی ہے لیکن باقی کوٹھی معہ اپنے ۲۰ کنال رقبہ کے اصل حالت میں قائم ہے عمارت کے دائیں طرف قدیم کنواں موجود ہے اور مین ہال کے گرد برآمدہ موجود ہے جس کی محرابیں بیضوی شکل کی ہیں۔ کوٹھی پر زرد رنگ کیا گیا ہے۔ جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تشریف لائے تو ایک کرسی پر بیٹھے کچھ لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ جذام کے مریض ہیں۔ مولانا برہان الدین نے آپ کے دونوں بازوؤں پر سے آستینیں ہٹا کر آپ کے بازو فضا میں بلند کئے اور لوگوں کو پکار کر کہا کہ آؤ دیکھ لو ہمارے آقا کے ہاتھ اس بیماری سے پاک ہیں۔

اس عمارت اور احاطے کے ارد گرد تمام علاقہ نیا تعمیر ہو چکا ہے۔ شاید یہ عمارت انتظار کر رہی ہے کہ جماعت اسے خرید کر تاریخ احمدیت کے اس قیمتی آثار کو محفوظ کرے۔ ملک عنایت اللہ ہمیں ضلع کچہری لے گئے۔ بڑ کا وہ قدیم درخت دیکھا جس کے متعلق روائت ہے کہ حضور اس کے سایہ کے نیچے بیٹھے تھے۔ یہاں پہنچ کر ہم پر رقت طاری ہوگئی۔ کہ یہ درخت جس کی خاک نے حضرت بانی سلسلہ کے قدم چومے اور جس کے سایے نے حضور کو آرام دیا۔ آج بھی زبانِ حال سے آپ کی گواہی دے رہا ہے۔ شاید یہ درخت خوش قسمت ہے کہ اس نے حضور کو دیکھا۔ کاش اسے زبان ملتی اور وہ اس منظر کا ذکر کر سکتا۔ درخت کے سامنے وہ کچہری ہے جن کے محرابی برآمدوں میں سے مجسٹریٹ کا کاؤنٹر نظر آتا ہے۔ یہ دو بلاک ہیں۔ ذہن فیصلہ نہیں کر سکا کہ حضرت بانی سلسلہ نے کس کمرے میں حاضری دی۔ بڑ سے ملتا جلتا ایک دوسرا درخت بھی ہے۔ وہاں منظور الحق صاحب بال ایڈووکیٹ بیٹھے ہوئے اپنا کام کر رہے تھے۔ خاکسار نے ان سے پوچھا تو بتایا کہ یہ دونوں درخت اسی دور کے ہیں۔ یہاں حضور تشریف لائے تھے لیکن بیٹھنے کی جگہ کا حتمی طور پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر صاحب عمارت کی قدامت اور آرکی ٹیکچرل ڈیزائن کا مطالعہ کرتے رہے۔ انگریزوں کی تعمیر کردہ عمارت میں مرکزی ہال اور دفاتر کے کمروں کے ارد گرد برآمدے بنائے گئے تھے جن کی آرچز (ARCHES) مغلیہ سٹائل رکھتی ہیں۔ ایسے تین بلاک اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک عمارت خزانے کا کام دیتی ہے جو ایک قلعہ کی شکل میں ہے۔ ایک بلاک میں ریونیو ریکارڈ آفس ہے یہ مضبوط اور مستحکم عمارت ہے اور روشندانوں اور کھڑکیوں پر مضبوط جعفری نصب کی گئی ہے اندر دیوار کی لکڑی سے چھت تک شیلف بنے ہوئے ہیں۔ ریکارڈ آفس میں ۱۸۵۱ء کا ریکارڈ بھی موجود ہے۔ آفس سپرنٹنڈنٹ صاحب نے اول ترین اور قدیم ترین فائل نکال کر دکھائی۔ جس میں مقدمات کی مسلوں کے خلاصے لکھے ہوئے تھے۔

راجہ مسعود صاحب نے بتایا کہ ان میں حضرت بانی سلسلہ کے مقدمہ کی بھی فائل تھی۔ انہوں نے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ مقدمے کی اصل مسل تو مقدمہ کے چالیس سال بعد تلف کروا دی گئی تھی۔ البتہ دوسری فائلوں پر اس کی روداد کا خلاصہ لکھا ہوا تھا جس میں مقدمہ کی تاریخ۔ فیصلے کا دن اور مختصر مقدمہ کا حال درج کیا گیا ہے۔ اصل فائل جماعت احمدیہ کے لئے اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے لیکن وہ اب موجود نہیں ہے۔

تنظیم جماعت کے سلسلے میں ایک سفر

نہر اپر جہلم کے ساتھ ساتھ بہنی کی سطح مرتفع واقع ہے۔ اس ساری سطح مرتفع پر بھی جماعت احمدیہ کے اولین احباب کے نشانات ملتے ہیں۔ گوٹریالہ کی جماعت تحصیل کھاریاں کے شمالی کونے میں آزاد کشمیر کے بارڈر پر واقع ہے۔ اسی طرح آزاد کشمیر کے باڈر پر علی بیگ ہیڈ کے قریب پنڈ عزیز میں حافظ روشن علی صاحب کے عزیز میاں منظور احمد صاحب رہتے ہیں۔ نہر اپر جہلم ہی پر بھیلہ کے موضع میں افراد جماعت موجود ہیں اور چند میل جانب مشرق موضع کھلر وال میں ہمارے نو احمدی بھائی صوبیدار (ریٹائرڈ) اللہ دتہ صاحب رہتے ہیں جو ۱۹۶۲ء میں احمدی ہوئے۔ ان سے آگے تین میل کے فاصلے پر بلانی کا قصبہ ہے

جو تاریخ احمدیت میں سابق ایڈیٹر الفضل غلام نبی بلانوی صاحب کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ جگہ ان کی مولد ہے۔ یہاں بھی کچھ اصحاب ابھی تک رہتے ہیں۔ اور ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر پرخانہ میں ایک نوجوان نے بیعت کی ہے۔ ان کا نام قمر الزمان ہے۔

خواجہ مظفر احمد ناصر

مریض کی عیادت

انسان پر اس کے خالق و مالک کے بے شمار احسانات ہیں ان احسانات کی شکر گزاری میں انسان اپنے مالک کی بندگی کرتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ خلق خدا کی خدمت کیساتھ نیکی کرنے سے جس قدر خدا کی شکر گزاری ہوتی ہے وہ اور کسی میں نہیں ہوتی۔ چنانچہ خلق خدا کی خدمت یا اس سے ساتھ نیکی کرنے کا ایک موقعہ مریض کی عیادت ہے۔ عیادتِ مریض کی اہمیت بخاری کی اس حدیث سے واضح ہوتی ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں .... کہ مریض کی تیمارداری کرو۔ آپؐ نے بارہا صحابہ کو تاکید فرمائی کہ بیمار کی مزاج پرسی حق ہے۔ .... صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جن سات باتوں کا حکم دیا تھا اُن میں بیماروں کی عیادت بھی شامل ہے۔

جب کوئی بیمار ہو جاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کے لئے دعا بھی فرماتے۔ ایک طرف صحابہؓ کی بیمار پرسی تو دوسری طرف توہین آمیز سلوک کرنے والی بڑھیا کی تیمارداری کر کے اس طرف توجہ دلائی کہ صبح کو کوئی شخص بیمار پرسی کرنے جاتا ہے تو فرشتے شام تک اس کی خیر و برکت اور مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں اور جب بیمار کی خبرگیری کے لئے شام کو جاتا ہے تو ملائکہ صبح تک اللہ تعالےٰ کے حضور اس شخص کے لئے بخشش و مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

ایک حدیث سے عیادت کی اہمیت آشکار ہوتی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ عاجز بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار تو تو خالق و مالک اور تمام جہانوں کو پالنے والا ہے میں تیری عیادت کیسے کرتا اللہ تعالےٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ کیا تو جانتا نہیں کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے وہاں یعنی اس مریض کے پاس پاتا۔ آپؐ غیر معمولی مصروف ہونے کے باوجود آقا و غلام، امیر و غریب، مسلم و غیر مسلم کے فرق کو بالائے طاق رکھ کر ہر ایک کے ساتھ شفقت و ہمدردی کرتے ہوئے۔ عیادت اور مزاج پرسی کے لئے بنفسِ نفیس مریضوں کے گھر تشریف لے جاتے۔ مریض سے ہمدردی کا اظہار کرتے۔ اسے تسلی دیتے اور دستِ مبارک اس کی پیشانی پر رکھتے اور بہت محبت سے مریض کو صحت یابی کی اُمید بھی دلاتے۔ اور ساتھ خدا کے حضور دعا بھی فرماتے :-

"اے میرے اللہ جو لوگوں
کا رب ہے اس بیماری کو
دور کر دے اور اسے شفا
دے کہ تو ہی شفا دینے والا
ہے تیری شفا کے سوا اور
کوئی شفا نہیں۔ تو اسے ایسی
شفا دے کہ بیماری کا کچھ
بھی نہ چھوڑے۔"

تسلی دیتے اور فرماتے کہ اللہ نے چاہا تو صحت یاب ہو جاؤ گے۔ مریض سے دریافت فرماتے کہ تمہارا دل کسی چیز کا طلبگار ہے اگر وہ چیز اس کے لئے ضرر رساں نہ ہوتی تو آپ اس چیز کے مہیا کرنے کا بندوبست فرما دیتے اور مریض کے ماحول کو پاکیزہ رکھنے صاف رکھنے کی توجہ دلاتے اور مریض کے آرام کا خیال کرتے ہوئے زیادہ دیر نہ ٹھہرتے۔

انسان بیمار تو ہوتا ہے مرض فی ذاتہٖ خطرناک ہے لیکن مریض کے دل و دماغ میں مرض کا احساس اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ بعض دفعہ بیماری کم اور احساس زیادہ ہونے کی وجہ سے مریض کو بہت مشکلات پیش آتی ہیں۔ اس احساس کو ختم کرنے کے لئے ہر ایک کو عیادت کی تلقین فرمائی کیونکہ اس سے مریض کو ڈھارس بندھ جاتی ہے اور آپس میں محبت بھی پیدا ہوتی ہے تعلقات بڑھتے ہیں۔ انسان بیمار ہونے

باقی صہ۸ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آزادی کی جدّوجہد

مکرم سید امجد علی صاحب نے روزنامہ جنگ کے ایک پینل کو بتایا!

مجھے یاد ہے کہ گاندھی نے وہاں بڑی زوردار تقریر کی ۔انہوں نے کہا کہ برطانیہ کی حکومت ہندوستان سے نکلنے کے لئے منصوبہ بندی کرے ۔میں اس وقت ایوان میں انگریز وزیر کا چہرہ دیکھ رہا تھا جس کا ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا حکومت تو اس وقت برطانیہ میں قدامت پرستوں کی تھی مگر انگریزوں کے اس وفد میں لبرل بھی شامل تھے اور ڈیموکریٹس بھی جس سے ان کی جمہوری سوچ کا اندازہ ہوتا ہے کہ انگریزوں نے اس وقت اہم حکومتی اور انتظامی امور میں اپوزیشن کو کتنی اہمیت دی تھی اس طرح اس میں تینوں پارٹیاں شامل تھیں ۔لبرل کی طرف سے ایک لارڈ تو برصغیر میں وائسرائے بھی رہ چکے ہیں ۔وہ بعد میں جنگ کے زمانے میں سفیر ہو کر چلے گئے تھے ۔ایک بار جب وہ لاہور آئے تھے تو میں نے انہیں کھانے پر بلایا تھا ۔اس میں سر ظفر اللہ خاں بھی شریک تھے ۔

قدامت پرستوں کی نمائندگی لارڈ چانسلر اور سنل ہوم بھی شامل تھے ۔پہلی گول میز کانفرنس میں تو کافی راجے شریک تھے ۔تاہم دوسری میں انہوں نے ان کی نمائندگی کم کر دی تھی ۔اس میں نواب آف بھوپال شریک ہوئے تھے جبکہ دیگر دو تین ریاستوں کے نمائندے بھی موجود تھے ۔حضرت قائد اعظم جب بھی تقریر کرتے تھے تو انہیں بڑے غور سے سنا جاتا تھا ۔وہ مسلمانوں کا نقطۂ نظر پیش کرتے تھے ۔مگر اس کے ساتھ ہی بھارت میں مقیم لوگوں کو حکومت میں زیادہ حصہ لینے کے متعلق بھی بڑے زور سے بات کرتے تھے ۔وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مسلمانوں کے کردار میں کوئی کمی نہ آئے ۔انہیں قانون ساز اداروں میں نمائندگی حاصل ہو ۔انہیں حکومت میں مناسب مقام ملے ۔علی امام بہت بڑے وکیل تھے وہ بھی شامل تھے ۔

۱۹۳۷ء میں لکھنؤ میں جو مسلم لیگ کا جلسہ ہوا تھا اس میں سر سکندر کا وفد بھی گیا تھا جس میں سر شاہنواز خان ، راجہ علی ، مشتاق احمد خان اور دیگر افراد کے ساتھ میں بھی وہاں موجود تھا ۔اس اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہم لوگ مسلم لیگ کے رکن بھی بن جائیں ۔چنانچہ ہم سب نے مسلم لیگ کی رکنیت بھی اختیار کر لی ۔سر سکندر نے وہاں سے اپنے ساتھی کو بھی فون کیا کہ وہ بھی یہی حیثیت اختیار کر لیں ۔اور مسلم لیگ کے بھی رکن بن جائیں ۔کیونکہ ہندو جو پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ حضرت قائد اعظم کو مسلمانوں کی مکمل حمایت حاصل نہیں ہے اسے زائل کیا جا سکے ۔مجھے دوسرا واقعہ بھی یاد ہے ۔وہاں سے ہم کلکتہ بھی گئے ۔وہاں آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ تھا ۔عبد العلی معظم کا کلکتہ میں بڑا عالی شان مکان تھا ۔وہ مسلمانوں کے بڑے اچھے وکیل تھے ۔آپ وہاں اکیلے رہتے تھے ۔

ان کے مکان میں سر سکندر اور دیگر وفد کے ارکان ٹھہرے ۔مولوی فضل الحق کے ساتھ جب وفد نکلتے تھے تو نعرے لگتے تھے ۔شیر بنگال زندہ باد شیر بنگال زندہ باد ۔مولوی فضل الحق شاید ایسے نعروں کو پسند نہیں کرتے تھے ۔اس لئے ایک بار جب مسلمان ان کے گرد اکٹھے ہوئے اور انہوں نے شیر بنگال زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے تو مولوی فضل الحق نے انہیں کہا "میں کہیں کا شیر ویر نہیں ہوں ۔میں تو بکرا ہوں بکرا"

س : آپ کو یاد ہے کہ ان ریاستوں نے کیا کردار ادا کیا یا کر سکتی تھیں جو بعد ازاں بھارت کے قبضے میں چلی گئیں ؟

ج : میرا چونکہ ریاست بھوپال میں کافی کاروبار تھا ۔لہٰذا میں اس کے بارے میں کچھ کہہ سکتا ہوں ۔نواب آف بھوپال سے بھی میرا بڑا تعلق تھا ۔میں نے وہاں زمین بھی خریدی تھی ۔نواب آف بھوپال اعزازی ائیر وائس مارشل تھے ۔اس وقت درحقیقت ایسے ریاستوں کے والی کو اعزازی جنرل ، میجر جنرل اور ایسے ہی دیگر عہدے دیئے گئے تھے ۔وہ باقاعدہ محاذ پر تو نہیں جاتے تھے البتہ وردی ضرور پہنتے تھے ۔میں جب بھی نواب آف بھوپال سے ملنے گیا ۔وہ ائیر وائس مارشل کی وردی میں ملبوس ہوتے تھے ۔مجھے یاد ہے کہ ان دنوں میں ہندوؤں نے سوشل ڈویژن تسلیم کر لی تھی ۔جس میں یہ کہا گیا تھا کہ فیروزپور کا بھی کچھ حصہ مسلمانوں کو مل جائے گا ۔چنانچہ ریڈ کلف کے پہلے ایوارڈ میں فیروزپور کی پوری تحصیل شامل تھی ۔قائد اعظم قانون کے بڑے قائل تھے ۔انہوں نے کہا کہ اس کا صحیح جائزہ تو پوری کونسل کا رکن ہی لے سکتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا کتنا حصہ بنتا ہے ۔انہوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ ریڈ کلف کے سامنے محمد ظفر اللہ خان مسلمانوں کے کیس کی حمایت کریں گے اور وہ مسلمانوں کے موقف بیان کریں گے کہ تقسیم کیوں ضروری ہے یا مسلمانوں کی کیا مشکلات ہیں ۔ان دنوں ڈیوس روڈ پر ہماری کوٹھی تھی ۔اس کے عین سامنے یونینسٹ پارٹی کا دفتر نواب ممدوٹ کی کوٹھی میں واقع تھا ۔سر شاہ نواز خان ان دنوں فنانس سیکرٹری تھے ۔میں سر شاہ نواز خان کو لینے کے لئے سٹیشن گیا ہوا تھا کہ وہاں چودھری صاحب بھی پہنچ گئے ۔میں نے چودھری صاحب سے پوچھا کہ آپ کو لینے کون آیا ہے تو انہوں نے کہا معلوم نہیں کوئی لینے آیا بھی ہے یا نہیں ۔چنانچہ میں چودھری صاحب کو اپنے ساتھ لے آیا ۔اس کے بعد مسلمانوں کا کیس میری کوٹھی میں تیار ہوا ۔میں مشرقی پنجاب سے آنے ہوئے وکلاء کی مہارت کا بڑا قائل ہوں جنہوں نے پاکستان کا کیس بڑی اچھی طرح تیار کیا ۔

بقیہ : صفحہ ۴ سے آگے

بھائی کے گھر صدر میں ہوتیں تو دوسرے دن اپنے نواسوں کے پاس چوبرجی میں آئیں اور تیسرے دن اپنی بیٹی کے پاس شاہدرہ میں ہوتیں گویا رابطہ پورا کر لیتی تھیں ۔

خدمت خلق

اپنوں اور دوسروں کی خدمت ہاتھ سے کرنے میں خوشی محسوس کیا کرتی تھیں اور حقیر سے حقیر کام کرنے میں کبھی عار محسوس نہ کی ۔یہی چیز تحریک جدید کے ذریعہ سکھائی گئی ہے ۔تحریک جدید کے مطالبے کے مطابق سادگی ان کا طرہ امتیاز رہا ۔رہائش سادہ ۔بستر سادہ ۔لباس سادہ ۔گھر کا ساز و سامان مختصر اور سادہ اور کھانا تو بہت ہی سادہ مگر صاف اور ستھرا ہوتا تھا ۔محنت اور مشقت کی عادی تھیں ۔بیمار ہوتیں تو ہومیو دوائی اکثر خود ہی لے آتیں ایک دفعہ کسی نے ان کو پیٹ کی بیماریوں کے لئے ایک نسخہ دیا جس میں کنوار گندل اور ہینگ استعمال ہوتی تھی ۔چنانچہ یہ گولیاں بنا کر وہ خود بھی استعمال میں رکھتیں اور دوسروں کو بھی تقسیم کرتیں اور خوب مزیدار ہوتی تھیں ایک دفعہ زیادہ بیمار ہوئیں تو محترم ڈاکٹر عمر الدین صاحب سدھو گھر پر ہی تشریف لے آئے اور معائنہ فرما کر ایک سادہ سی مکسچر لکھ دی جس کے استعمال سے افاقہ جلدی ہوا اور بہت خوش ہوئیں اور ڈاکٹر صاحب کو خوب دعائیں دیتی رہیں اور اس دوائی کی پرچی سنبھال کر رکھ لی اور جب بھی اس بیماری کا حملہ ہوتا فوراً فرماتیں کہ ڈاکٹر عمر الدین صاحب والی دوائی لا دو اس سے جلدی آرام آ جائے گا اور کئی دفعہ ایسا ہی ہوا ۔معلوم ہوتا ہے کہ دوائی کے ساتھ دعا بھی ڈاکٹر صاحب نے خوب کی ہوگی جس کا اثر دوائی پر بھی ہوتا رہا ۔

وفات :

۶ اپریل ۱۹۸۵ء کو مجھے انصار اللہ کے لئے دورہ پر خوشی خوشی رخصت کیا ۱۰ اپریل کو میر پور (آزاد کشمیر) پہنچا اور میرا بھڑ کا میں جمعہ پڑھایا اس کے بعد تربیتی اجلاس سے فارغ ہو کر واپس میر پور پہنچے تو وہاں فون پنڈی سے ہوتا ہوا ملا کہ محترمہ والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں ۔راتوں رات واپس ربوہ پہنچے تو پتہ چلا جمعہ کے دن نماز فجر کے وقت ہی اپنی بہو (بھابی حمیدہ بیگم اہلیہ محمد اسحاق صاحب انور (واقف زندگی) کی گود میں اپنی جان اپنے مولیٰ کے حضور پیش کر دی تھی ۔بس اسی رات معمولی سی تکلیف پیٹ میں ہوئی تھی کہ بلاوا آگیا عمر ۸۹ سال تھی ۔موصیہ تھیں ۔تدفین بہشتی مقبرہ قطعہ ۱۶ میں ہوئی جنازہ محترمی صوفی غلام محمد صاحب یکے از رفقاء حضرت اقدس نے ۱۲ اپریل بروز اتوار بعد نماز عصر گولبازار میں پڑھایا ۔دو دن ان کے بڑے بیٹے ماسٹر عبد السلام صاحب کے انتظار میں گزرے جو برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے گئے ہوئے تھے ۔جلسہ کے بعد کے جمعہ کو انہیں وفات کی خبر ملی حضور ایدہ اللہ کو بتایا تو حضور اقدس نے اسی دن نماز جمعہ کے بعد جنازہ غائب پڑھا دیا اور بھائی جان جو واپسی کی فلائیٹ نہ ملنے کی وجہ سے پریشان تھے کو فرمایا کہ فکر نہ کریں آپ بروقت پہنچ جائیں گے چنانچہ یہ معجزہ ہی ہوا کہ اس سال اپریل گرم تھا ۔اچانک بارش کی وجہ سے موسم میں خنکی پیدا ہو گئی اور والدہ صاحبہ کی میت نے بھی اپنے بیٹے کا ۶۰ گھنٹے تک انتظار کیا جو یہاں عام حالات میں ناممکن ہوتا ہے اور بھائی جان کو جنازہ میں شامل ہونے کی توفیق مل گئی ۔

آلو دراصل چلی اور پیرو کی پیداوار ہے ۔جنوبی امریکہ کے ان دو ملکوں میں آلو نہ معلوم کب سے پیدا ہو رہا تھا ۔جب یورپ والے پہلی مرتبہ وہاں پہنچے تو انہوں نے یہ عجیب و غریب شے دیکھی جسے ہم آلو کہتے ہیں ۔اس کے بعد بڑے پیمانے پر آلو کی کاشت شروع ہوئی ۔آلو کا پودا تقریباً ۷۶ سینٹی میٹر اونچا ہوتا ہے اور انڈے کی شکل کے اس کے نیچے سے سفیدی مائل ہوتے ہیں ۔اس پودے کا جو حصہ ہم کھاتے ہیں وہ اس کا پھل نہیں ہوتا ۔اس کی جڑ بھی نہیں ہوتی ۔وہ اس کے تنے کا وہ حصہ ہے جو زمین کے نیچے ہوتا ہے ۔جنوبی امریکہ کے قدیم باشندے تقریباً ۱۰۰ قسم کے آلو پیدا کرتے تھے ۔اور یہ آلو ہر قسم کے موسم کی سختیاں برداشت کر لیا کرتے تھے ۔یہ آلو ریگستانوں میں بھی پیدا ہو سکتے تھے اور چار ہزار میٹر کی بلندی پر بھی ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقفِ عارضی

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

"میں جماعت میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں اور ان کے لئے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام اُن کے سپرد کیا جائے اسے بجا لانے کی پوری کوشش کریں۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء صہ ۲)

نیز فرمایا:۔

"جماعت یا تو مجھے ایک ہزار مربی دے (یعنی ایسے ہزار بچے مجھے دے دے جنہیں تربیت دے کر مربی بنایا جائے) اور یا ضرورت کے مطابق واقفینِ عارضی مہیا کرے ......"

"اگر آپ مجھے واقفین نہیں دیں گے یا خود وقف کے لئے آگے نہیں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ اور سامان کر دے گا لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے کیوں محروم ہو رہے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ الفضل ۲، نومبر ۱۹۶۶ء صہ ۵)

بقیہ:۔ صہ ۶ سے آگے

کے بعد صحت یاب بھی ہو جائے تب بھی اس کے دل میں مختلف خیالات آتے ہیں کہ آخری وقت ہے۔ انسان اپنی نیکی بدی یاد کرتا ہے دوسروں کے لئے دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔ گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے۔ لیکن تیمار داری کرنیوالے کو مریض کے پاس کوئی ایسا کلمہ نہیں کہنا چاہیئے۔ جس سے اس کا دل ٹوٹ جائے اور اس پہ مایوسی چھا جائے اس طرح اس کے دل کو ٹھیس لگے گی اور تکلیف زیادہ ہو جائے گی اور یہ بات عیادت کے اصول کے منافی ہے۔ کیونکہ عیادت مریض کے دل کو ڈھارس اور سہارا دینے کیلئے ہوتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے اپنے لئے دعا کراؤ کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔ اس میں بھی بیمار پرسی کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ کبھی دفعہ مریض کے پاس لوگ بعض وجوہات کی بناء پہ نہیں جاتے۔ لیکن ان وجوہات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہمیں یہ خواہش یا طمع ہے کہ ہم مریض کے پاس چلے جانا چاہیئے کہ مریض سے دعا کروائیں گے اس طرح ہر دو کو فائدہ ہے۔ بیمار کی دلجوئی ہو جائے گی اور اس کی ڈھارس بندھ جائے گی۔ اور ہمیں دعا کرنے اور کروانے کا موقعہ مل جائے گا۔

بقیہ:۔ صہ ۳ سے آگے

پر الزام دیتے ہیں۔ اپنی کمزوریوں پر کسی کی نظر نہیں۔ کوئی غور نہیں کرتا کہ ملک پر عذاب کیوں آ رہا ہے۔ اگر کوئی ہمدرد وطن کسی معترض یا شاکی اہل وطن کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اس کا منہ نوچنے کو لپکتا ہے اور اصلاح کی طرف ہرگز رجوع نہیں کرتا۔

ضرورت ہے

"ہمیں ایسے نوجوان لڑکوں کی ضرورت ہے جن کی عمر کم از کم ۲۵ سال میٹرک پاس ہو، اردو کی ہینڈ رائٹنگ اچھی ہو، آفس ورک اور سیلزمین کے لئے ضرورت ہے۔"

میاں بھائی عطر آلوز

۱۰، منٹگمری روڈ ۔ لاہور

فون: ۲۲۳۳۷۲ ۔ ۲۲۳۳۷۳

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجیئے۔

شریف احمد بھٹی

پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار ۔ ربوہ

فون: گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

خبریں

ملکی خبریں

○ لاہور میں تیز گام میں بم کے دھماکے کے نتیجے میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۹ ہو گئی ہے۔ زخمیوں کی تعداد ۶۰ ہے جن میں سے ۴۵ ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ ڈی آئی جی ریلوے نے کہا کہ ریلوے پولیس کو ۲۰ روز قبل ممکنہ تخریب کاری کی اطلاع مل گئی تھی۔ متعلقہ ایجنسیوں کو چوکس کر دیا گیا تھا لیکن نفری کم ہونے کی وجہ سے دھماکہ نہ روکا جا سکا۔ وزیرِ اعظم نے کہا ہے کہ دھماکے کو کشمیر کے واقعات سے جوڑا جا سکتا ہے۔ ملک غلام مصطفیٰ کھر نے کہا ہے کہ پنجاب تخریبی سرگرمیوں اور سنگین جرائم کی آماجگاہ بن چکا ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے پاکستان ریلوے اور کراچی پورٹ ٹرسٹ کے خلاف اتفاق فونڈری کی درخواست بمعہ خرچہ منظور کرتے ہوئے اتفاق فونڈری کو روزانہ ۳۰ ویگنیں فراہم کرنے کا حکم دیا ہے۔

○ وفاقی وزیرِ مملکت ڈاکٹر شیر افگن نے قومی اسمبلی کے سپیکر ملک معراج کے سامنے اپوزیشن کے بعض اراکین قومی اسمبلی کے خلاف دائر کردہ نا اہلی کے ریفرنس کے بارے میں سپیکر کو قانونی صورت حال واضح کر دی ہے۔ سپیکر نے کہا کہ اسکو پڑھنے میں کئی مہینے لگ سکتے ہیں۔

○ کراچی میں فائرنگ کے متعدد واقعات میں چوکیدار سمیت دو افراد ہلاک ہو گئے ہیں پولیس کے گشتی دستے پر بھی فائرنگ کی گئی

○ پنجاب میں مارچ ۱۹۹۰ء میں جاری ہونے والے حق شفع آرڈیننس کے شرعی جواز کو شرعی عدالت میں چیلنج کر دیا گیا ہے۔

○ وزیرِ اعظم بے نظیر بھٹو کشمیر کے معاملے میں عالمی حمایت حاصل کرنے کیلئے ۱۵ مئی سے ۲۷ مئی تک مصر، مراکش، ایران، ترکی، کویت، اردن، عرب امارات، عمان، قطر، عراق، الجزائر، لیبیا، شام اور چاڈ سمیت متعدد ملکوں کا دورہ کریں گی۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں نے ۱۴ بھارتی فوجیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ایک فوجی گاڑی اور سابق وزیر کا مکان بم سے اڑا دیا گیا۔ بھارتی فوج نے ۲۲ دیہات خالی کرا لئے ہیں۔ حریت پسندوں نے اسلحہ کا ایک ڈپو بھی تباہ کر دیا ہے۔

○ بھارتی فوج کے کمانڈروں کے ایک اہم اجلاس میں پاکستان کے ساتھ سرحد بند کرنے اور مزید خاردار تاریں لگانے اور اہم سرحدی مقامات پر رات کے وقت تیز روشنی کا انتظام کرنے پر غور کیا گیا۔

○ پاکستان نے آسٹریلیا سے جو پچاس میراج طیارے حاصل کرنے کا اعلان کیا ہے اس پر بھارت نے احتجاج کیا ہے۔

○ بھارتی اتر پردیش کے شہر ایودھیا میں ہندو مسلم فساد روکنے کے لئے نیم فوجی دستے تعینات کر دیئے گئے ہیں۔

○ ایران نے کہا ہے کہ جب تک امریکہ خیر سگالی کا کوئی مظاہرہ نہیں کرے گا وہ لبنان میں امریکی یرغمالیوں کی رہائی کے لئے اپنا اثر رسوخ استعمال نہیں کرے گا۔

○ سکھوں نے بھارتی پنجاب میں ۱۱ افراد کو ہلاک کر دیا۔ تین سکھ بھی مارے گئے۔ اس سال علیحدگی پسند سکھوں کے ہاتھوں اب تک ۷۵۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

○ سری لنکا کے ایک تامل رکن پارلیمنٹ کو گولی مار دی گئی ہے۔

○ افغانستان کے صدر نے سینئر وزیر سلطان علی کشتمند کو ملک کا نائب صدر مقرر کر دیا ہے۔

○ روس کے صدر گورباچوف نے علیحدگی کا اعلان کرنے والی ریاست لتھوانیا میں صدر راج نافذ کرنے کی دھمکی دے دی ہے۔

بدلتے موسم کا خیال رکھئے۔ دھوپ کی تپش سے بچنے کی کوشش کیجیے۔